علمِ حقائق

ازجناب مولانا حکیم ابوالبرکات عبدالرؤف صاحب قادری داناپوری

اس وقت اس عالم میں اتنے مذاہب ہیں جن کا شمار نہیں ہوسکتا، خیالات اتنے متفرق اور اتنے متضاد ہیں جن کی تحدید نہیں ہوسکتی۔ تاہم معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں عالم کی آفرینش اور اس کے نظام کے متعلق اصل میں تین خیالات ہیں اور تمام مذاہب ان تین میں سے کسی ایک کے فروع ہیں۔ کوئی غور و فکر کرنیوالا انسان ان تین سے باہر نہیں ہے۔

فلاسفہ کا ایک گروہ | ان میں سے ایک تو اصحابِ عقل کی رائے ہے جن کو فلاسفہ کہا جاتا ہے، یہ کہتے ہیں کہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزیں صرف مادی علل و اسباب کے سلسلہ میں منضبط ہیں، چیزوں کا پیدا ہونا اور فنا ہونا صرف انھیں اسباب و علل کی وجہ سے ہورہا ہے، زمین سے بخارات اٹھتے ہیں، ابر بنتا ہے، پانی برستا ہے، زمین تر ہوتی ہے اس میں سبزے اُگتے ہیں، بڑھتے ہیں، پرورش پاتے ہیں پھر اُن میں پھل اور تخم پیدا ہوتے ہیں اور وہ دوسری پیدائش کا سامان مہیا کردیتے ہیں اور ان ہی اسباب کی کمی بیشی پر پیداوار کی کمی بیشی کا مدار ہوتا ہے۔ اور جس طرح نباتات کے تخم سے ان کے جنس کی چیزیں بلا خارجی مداخلت کے خودبخود پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح انسان اور حیوان کے تخم سے انسان اور حیوانات پیدا ہوتے ہیں اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس میں بھی خارجی امداد ضروری ہو۔

ان علل و اسباب کا سلسلہ کہیں کسی وجہ سے بدل جاتا ہے تو اس کے نتائج بھی بدل جاتے ہیں کوئی خارجی طاقت اس تبدیلی کو روک نہیں سکتی مثلاً ایک سبز و شاداب علاقہ میں موسم کے اثرات بدل جائیں، بارش ہونا وہاں موقوف ہوجائے تو وہاں کی شادابی فنا ہوجائے گی اور وہ علاقہ خشک اور بنجر ہوجائیگا۔ اگر اس علاقہ کو شاداب

رکھنے والی قوت ان علل واسباب کے سوا کچھ اور تھی تو وہ اب یہ نہیں کر سکتی کہ پانی نہ ملنے پر بھی وہ علاقہ ویسا ہی شاداب رہے۔

آگ، پانی، ہوا اور سارے موثرات اپنا اپنا کام کر رہے ہیں اس لئے چیزیں بنتی اور بگڑتی رہتی ہیں اور اسی لئے علل واسباب میں بھی تغیرات ہوتے رہتے ہیں، کہیں سمندر خشک ہو کر آباد ہو جاتا ہے، کہیں سمندر زمین اور آبادی کو کاٹ کر دریا بنا دیتا ہے۔ ایک قسم کی مخلوق کسی جگہ غیر مناسب آب و ہوا ہو جانے کی وجہ سے فنا ہو جاتی ہے اور نئی قسم کی مخلوق جدید آب و ہوا کے مناسب پیدا ہو جاتی ہے، یہ سب تغیرات صرف مادی اثر کی وجہ سے ہوتے ہیں بظاہر اس میں کسی خارجی قوت کا اثر نہیں معلوم ہوتا بلکہ علل واسباب میں تغیرات کے بعد کوئی قوت ان کے نتائج کو روک نہیں سکتی

جس طرح نباتات کے تخم میں قوت نباتیہ اور قوت نامیہ خود تخم کے اندر ہوتی ہے اور اس درخت سے حاصل ہوتی ہے جس سے وہ تخم پیدا ہوتا ہے اسی طرح حیوانات کے تخم میں روح اور قوت حیوانیہ خود اس کے تخم کے اندر ہوتی ہے اور والدین سے حاصل ہوتی ہے نہ قوت نباتیہ کہیں باہر سے آتی ہے نہ روح حیوانی باہر سے آتی ہے۔

جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں وہ اپنی طبعی زندگی پوری کر کے مر جاتی ہیں مگر نباتات کی موت کے بعد قوتِ نامیہ یا قوت نباتیہ علیحدہ کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح حیوانات کی موت کے بعد روح یا قوت حیوانی علیحدہ کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔

انسان جو کچھ اچھے یا بُرے کام کرتا ہے اس کے نتائج کا تعلق صرف اسی حیات طبعی کے ساتھ ہے، رحم کرم نیکی، بھلائی، صدقہ، خیرات، ایثار اور قربانی اور کوئی کام مرنے کے بعد کچھ نفع نہیں پہنچا سکتا اس لئے کہ مرنے کے بعد نہ جسم رہتا ہے نہ روح، سب فنا ہو جاتے ہیں نفع کس کو حاصل ہوگا، اسی طرح چوری، ڈکیتی، قتل خونریزی ظلم وستم، تکبر وغرور، بے ایمانی، بددیانتی اور کوئی بڑا سے بڑا گناہ مرنے کے بعد کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اسلئے کہ وہ فنا ہو گیا نقصان کس کو پہنچیگا۔

یہ جماعت کہتی ہے کہ سائنس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مرغی کے انڈے سے صرف چوبیس گھنٹے کے اندر

بلکہ اس سے بھی پہلے بعض قسم کی گیس کی حرارت کے ذریعہ بچے پیدا ہو سکتے ہیں اور اس بچے میں مرغی کے معمولی بچوں کی طرح اعضا، احساس اور روح حیات سب کچھ مکمل پیدا ہو جاتی ہے اور اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ خود تخم کے اندر یہ سب چیزیں موجود ہوتی ہیں، خارج سے کسی امداد کی ضرورت نہیں ہوتی، اسی طرح علمار سائنس یہ امید ظاہر کرتے ہیں کہ انسانی نطفہ سے بلا واسطہ ماں کے وہ زندہ اور مکمل انسان پیدا کر سکیں گے گو اس میں ہنوز کامیابی نہیں ہوئی مگر انسانی نطفہ میں جسم اعضا اور روح انسانی سب اسی طرح موجود ہیں جس طرح انڈے میں اس کے جنس کا مادہ موجود ہے۔ لہذا انڈے سے بغیر خارجی امداد کے جس طرح بچہ ہو سکتا ہے اسی طرح انسان کا بچہ بھی بغیر خارجی امداد کے پیدا ہو سکتا ہے۔

دوسرا گروہ | یہ ان لوگوں کے اقوال ہیں جو عقلی مباحث کے امام سمجھے جاتے ہیں مگر دوسرے لوگ جنھوں نے ذرا زیادہ غور و فکر سے کام لیا ہے وہ اس کو تسلیم نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ مادہ خود ذی عقل اور صاحب تمیز نہیں ہے، علل و اسباب مادّی بلاشبہ موثر ہوتے ہیں مگر ان کو یہ تمیز نہیں ہوتی کہ ان کے اثرات نفع پہنچا رہے ہیں یا نقصان، اس کے علاوہ بے جان مادہ روح زندگی نہیں پیدا کر سکتا۔ بے عقل مادہ سے جوہر عقل نہیں پیدا ہو سکتی۔ یہ کہنا کہ روح اور عقل مادہ ہی کی ترقی یافتہ صورت ہے محتاج دلیل ہے۔ پرندہ کے انڈے سے ۲۴ گھنٹہ میں بچہ نکلنا یا خود انسانی نطفہ کا تھوڑے عرصہ میں ذی حیاۃ بچہ ہو جانا اس کا ثبوت نہیں ہے کہ روح حیات باہر سے نہیں آئی، روح کے قیام کی صلاحیت پیدا ہونا اور خود روح پیدا ہونا دونوں دو متفرق دعوے ہیں، گیس وغیرہ کے ذریعہ بیضہ میں یا انسانی نطفہ میں صلاحیت پیدا کی جا سکتی ہے خود روح نہیں پیدا کی جا سکتی۔

یہ بالکل ظاہر ہے کہ نباتات کے تخم بقار نوع کا جوہر اپنے اندر محفوظ رکھتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ کسی با اختیار ہاتھ نے قصد و ارادہ کے ساتھ اس جوہر میں سے بقدر ضرورت حصہ کو بڑی احتیاط سے سخت حجابات کے اندر محفوظ کیا ہے، کیا آفتاب کی تپش، پانی کی رطوبت، ہوا کی لطافت، زمین کی قوت ان میں سے کسی میں یہ سمجھ ہے کہ تربوزہ، خربزہ، کدو، کھیرہ وغیرہ کے وسط میں جہاں پانی اور رطوبت کی کثرت ہوتی ہے اس پورے

جوہر کو نہیں صرف اس کے چھلکہ کو سخت بنا کر اس جوہر کو اُس کے اندر محفوظ کر دینا چاہیئے، کیا واقعی اندھی بہری اور بے سمجھ مادی طاقتوں کا یہ انتظام ہے، کیا پرندوں کے بیضہ میں بقاء نوع کے جوہر کو ایک سخت خول اور متعدد پردوں کے اندر محفوظ کرنا صرف بے جان اور بے عقل نیچر کا کام ہو سکتا ہے۔

نباتات اور حیوانات کے ہزارہا بلکہ لکھوکھا انواع اور ہر نوع کے لئے کروڑہا بلکہ ان گنت تخم جو اپنی نوع کی حفاظت کے ذمہ وار ہیں سب کو پیدا کرنا اور ہر تخم کی مقدار اُس کے نوع کی لطافت و نزاکت کی بنا پر مقرر کرنا پھر ہر تخم کے لئے ان کے مناسب حال نرم یا سخت چھلکے بنا کر اس میں اس جوہر کو محفوظ کرنا کیا کسی واقف غیبی طاقت کے بغیر ممکن ہے؟

انسانی نطفہ گاڑھے پانی کا ممزوج قطرہ ہوتا ہے، جب رحم میں جاتا ہے تو وہاں سارے نطفہ پر ایک قسم کا عمل شروع ہو جاتا ہے مگر وہاں ہڈیاں بنتی ہیں، اعصاب بنتے ہیں، باریک باریک رگیں بنتی ہیں، یہ رگیں کسی خاص حصہ میں نہیں بنتی، جسم کے سارے حصہ میں ایک نظام کے ساتھ اپنی اپنی جگہ بننا شروع ہو جاتی ہیں، آنکھ ناک، کان، زبان، دل، جگر، معدہ اور تمام اندرونی و بیرونی اعضا اپنی اپنی جگہ بننے لگتے ہیں، لیکن باوجود اس کے کوئی عضو کسی جگہ کچھ کام نہیں کرتا، سب معطل اور بے کار رہتے ہیں اور یہ سب سامان آئندہ ضرورت کے لئے مہیا کیا جاتا ہے، تین مہینہ کے بعد جب اس کی تکمیل ہو جاتی ہے تو اس میں روح پھونکی جاتی ہے اور اس کے ساتھ سارے اعضا کام کرنے لگتے ہیں۔ دماغ بیدار ہو جاتا ہے۔ قلب میں انقباض و انبساط شروع ہو جاتا ہے شرائین متحرک ہو جاتی ہیں۔ یہ روح کہاں سے آئی؟ کیا اعضا کی تکمیل سے پہلے روح اس کے اندر تھی؟ اگر روح خون کے لطیف بخارات کا نام ہے تو یہ بخارات پہلے کہاں تھے؟ بخارات تو حیات کے بعد پیدا ہوتے ہیں جب جنین کے شرائین میں نہ خون دوڑتا تھا، نہ قلب میں زندگی کی حرارت تھی یہ بخارات کیسے پیدا ہو سکتے تھے؟

گھڑی کے تمام پرزے مکمل طیار تھے مگر جب تک اس کا پنڈولم نہ ہلایا گیا سارے پرزے ساکت تھے۔ پنڈولم کی حرکت سے سب کو حرکت ہو گئی، مگر پنڈولم خود بخود نہیں ہلا، گھڑی ساز نے حرکت دی تو حرکت میں آیا۔ کیا

یہ صرف بے جان اور بے عقل نیچر کا کام ہے کہ جن اعضار اصلیہ اور اعضار آلیہ کی روح کے بعد ضرورت ہوگی اس کو پہلے سے ٹھیک اس ضرورت کے موافق اپنی اپنی جگہ تیار کرلیا گیا۔

الغرض ان ائمہ عقل کی ایسی باتوں کو قبول کرنے سے معمولی عقل کا انسان عاجز ہے، ساری دنیا کہتی ہے کہ صرف اندھی اور بے سمجھ مادی طاقت سے ایک روز بلکہ ایک گھنٹہ بھی عالم کا موجودہ نظام اس باقاعدگی سے چل نہیں سکتا، تخلیق عالم تو بڑی بات ہے۔ بلا شبہ اس نظام کی باگ کسی با اختیار، واقف حقیقت قادر مطلق کے ہاتھوں میں ہے، مادیات کے اسباب وعلل بھی اسی کے ارادہ اور حکم کے ماتحت نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں۔

فلسفۂ ویدانت کی بنیاد خالق ارض وسما اور مدبر عالم پر ایمان رکھنے والوں کی دو جماعتیں ہیں، ایک جماعت فلاسفہ کے بالکل برعکس مادیات کے وجود کا انکار کرتی ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ حیات، احساس اور ادراک کا وجود اور نظامِ عالم کی باقاعدگی اس کا قطعی ثبوت ہے کہ یہ سب کچھ کسی با اختیار قادر مطلق مدبر عالم کے ماتحت ہو رہا ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ وہ مدبر قدیم ازلی واجب الوجود ہو، مگر یہ صحیح نہیں ہے کہ عالم اور عالم کا نظام حادث ہے اور اس کا وجود مستقل ہے کیونکہ ایسی حالت میں ماننا پڑے گا کہ خالق نے پہلے ان چیزوں کو پیدا نہ کیا تھا۔ بعد میں جب اس میں اس کا ارادہ پیدا ہوا تب پیدا کیا، ایسی صورت میں خالق خود محل حوادث بھی ہو جاتا ہے اور اس کی صفت "الان کما کان" باقی نہیں رہتی، جو ازلی قدیم اور واجب الوجود کے لئے ضروری ہے اس لئے یہ جماعت کہتی ہے کہ وجود صرف ایک ہے اور یہ تمام شئون مختلفہ جو ہم دیکھتے ہیں اسی کے تعینات ہیں۔

ویدانت کے فلسفہ کی بنیاد یہی عقیدہ ہے اور وحدۃ الوجود کی اصل بھی یہی ہے، یہ لوگ کہتے ہیں کہ ایک ہی روح سب میں جاری وساری ہے مگر مختلف مدارج کے تعینات کے اندر ہے اور انسان انھیں تعینات کے ایک مرتبہ کا نام ہے۔ انسان کا کمال یہی ہے کہ ان تعینات سے جدا ہو کر اور تعینات کو قطع کرکے پھر روح حقیقی اور ذات بحت میں مل جائے۔ ان کے نزدیک خلود فی النار یا خلود فی النعیم ناممکن ہے۔ اعمال کے اثرات ونتائج کی وجہ سے شئون بدلتے رہتے ہیں کبھی اچھی حالت کی طرف کبھی بری حالت کی طرف اور یہی تبدیلی تناسخ کی بنیاد ہے۔

اس فلسفہ کے ساتھ حشر نشر، اعمال کا حساب و کتاب، جنت و دوزخ کا دار الجزا اور دار القرار ہونا، اور بہت سے عقائد جن کی تعلیم انبیائے کرام کے شرائع اور اسلامی تعلیمات سے معلوم ہوتی ہے وہ جمع نہیں ہو سکتے اور اسلام سے قبل جو اقوام و جماعتیں وحدۃ وجود کی قائل تھیں وہ ان باتوں کی قائل نہ تھیں، مگر تعجب یہ ہے کہ بہت سے مسلمان صوفیائے کرام اور بڑے بڑے مشاہیر اولیاء اللہ کی طرف یہ عقیدہ منسوب کیا جاتا ہے ان میں بہت سے وہ حضرات بھی ہیں جو ائمہ اہل سنت اور رہبران شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی طرف شریعت سے غفلت کا وہم بھی نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ وحدت الوجود میں نے حضرت مولانا سید شاہ بدر الدین صاحب مرحوم قدس سرہٗ صاحب سجادہ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف سے اس مسئلہ کی حقیقت سمجھنی چاہی۔ مولانا نے ہمیں ایک چھوٹا سا رسالہ عنایت فرمایا اور کہا کہ یہ رسالہ حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے پیر طریقت حضرت مولانا ابو سعید فضل اللہ مخزومی قدس سرہ کا ہے۔ اور حضرت شیخ کی تعلیم کے لئے لکھا گیا ہے۔ جو نسخہ مجھکو ملا وہ مولانا شاہ محمد انس مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ مگر مولانا قدس سرہ نے فرمایا کہ اس کا قدیم قلمی نسخہ پھلواری کے کتب خانہ میں موجود ہے اور اُسی قدیم نسخہ سے مقابلہ کر کے مولانا نے خود اس نسخہ کی تصحیح کی ہے۔ اس رسالہ کا نام تحفہ مرسلہ اور اس کے عربی متن کے ساتھ ساتھ اس کا فارسی ترجمہ اور فارسی شرح بھی ہے، میں نے اس کی نقل کر کے رکھ لی تھی رسالہ مولانا کی خدمت میں واپس کر دیا تھا، اب چند روز ہوئے عزیز محترم مفتی عمیم الاحسان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے بھی تحفہ مرسلہ سادھورہ کا چھپا ہوا مجھے دکھایا، پھلواری کے نسخہ میں اور اس میں فرق ہے مگر بہر کیف رسالہ وہی ہے۔ اس رسالہ میں یہ مسئلہ مختصر صاف اور جامع طریقہ سے لکھدیا گیا ہے اس میں لکھتے ہیں۔

اعلموا اخوانی اسعدکم اللہ وایانا ان الحق	بھائیو جان لو خدا تم کو اور ہم کو نیک بخت بنائے کہ
سبحانہ وتعالیٰ ھو الوجود وان ذلک الوجود	وجود صرف حق سبحانہ وتعالیٰ ہے اور اس وجود کیلئے

لیس له شکل ولاحد ولاحصر ومع هذا ظهر	نہ شکل ہے نہ حد ہے نہ حصر ہے باوجود اس کے وہ ظاہر
وتجلی بالشکل والحد ولم یتغیر عما کان	ہوا اور تجلی کی اس نے شکل اور حد میں، اور عدم شکل
من عدم الشکل وعدم الحد بل الآن	اور عدم حد سے وہ بدلا نہیں بلکہ
کما کان۔	ویسا ہی ہے جیسا تھا۔
وان الوجود واحد والالباس مختلفة و	اور جان لو کہ وجود ایک ہے، لباس مختلف اور متعدد
متعددة۔ وان ذلك الوجود حقیقة جمیع	ہیں، اور جان لو کہ یہ وجود حقیقت ہے جمیع موجودات
الموجودات وباطنها وان جمیع الکائنات	کی اور اس کے باطن کی اور جمیع کائنات حتی کہ ایک
حتی الذرة لاتخلوا عن ذلك الوجود۔ و	ذرہ اس وجود سے خالی نہیں ہے اور جان لو کہ یہ وجود
ان ذلك الوجود لیس بمعنی التحقق و	تحقق اور حصول کے معنی میں نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں
الحصول لانهما من المعانی المصدریة	معنی مصدری ہیں جس کا خارج میں وجود نہیں ہے۔ تو
لیسا بموجودین فی الخارج۔ فلا یطلق الوجود	وجود کا اطلاق اس معنی میں حق سبحانہ وتعالی پر نہیں
بهذا المعنی علی الحق الموجود فی الخارج	ہوگا جو خارج میں موجود ہے اس کی شان اس سے
تعالی عن ذلك علوا کبیرا۔	بہت بلند و برتر ہے۔

(اس کے بعد تعینات اور اس کے مراتب کا ذکر ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔

وان جمیع الموجودات من حیث الوجود عین	اور جان لو کہ جمیع موجودات من حیث الوجود عین حق سبحانہ
الحق سبحانه وتعالی ومن حیث التعین غیر	وتعالی ہیں اور غیریت اعتباری ہے لیکن من حیث الحقیقة
الحق سبحانه وتعالی۔ والغیریة اعتباریة و	سب حق سبحانہ وتعالی ہیں۔ اس کی مثال ہے
اما من حیث الحقیقة فالکل هو الحق سبحانه و	حباب، موج، اور برف کے کوزے یہ سب حقیقت
تعالی۔ مثاله الحباب والموج وکوز الثلج فان	میں صرف پانی ہیں مگر من حیث التعین پانی سے

كلهن من حيث الحقيقة عين الماء ومن	جدا ہیں۔ اسی طرح سراب حقیقت میں صرف ہوا
حيث التعين غير الماء وكذا السراب من حيث	ہے اور تعین کی حیثیت سے ہوا سے جدا ہے،
الحقيقة عين الهواء ومن حيث التعين غير	سراب فی الحقیقت ہوا ہے، پانی کی صورت میں
الهواء. والسراب في الحقيقة هواء ظهر بصورة الماء	ظاہر ہوا ہے۔

اس کے بعد اس رسالہ میں وحدت الوجود پر قرآن پاک اور احادیث سے استدلال بھی درج ہے لکھتے ہیں۔

والدلائل الدالة على وحدة الوجود كثير. اما من القرآن فقوله عز وجل۔

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ	اور اللہ کے لئے ہی مشرق و مغرب ہے، تم جدھر کا بھی رخ
وَجْهُ اللّٰهِ۔	کروگے ادھر اللہ ہوگا۔
نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔	اور ہم اس کی شہ رگ گردن سے قریب ہیں۔
هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ	اور تم جہاں کہیں بھی ہوگے خدا تمہارے ساتھ ہے۔
نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ	اور ہم تو اس سے بھی زیادہ تم سے قریب ہیں لیکن تم دیکھتے نہیں ہو
اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ	اور بے شبہ وہ لوگ جو آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ سے بیعت کر رہے ہیں
يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ	اور اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔
هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ	وہ خدا ہی اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر شے
وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔	کا جاننے والا ہے۔
وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔	اور وہ خود تمہارے اندر ہے کیا تم دیکھتے نہیں۔
اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ	اور جب میرے بندے میرے متعلق آپ سے پوچھیں (تو آپ فرما دیجئے) میں قریب ہوں
وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى	اور جب آپ نے کنکریاں ماری تھیں تو آپ نے نہیں ماری تھیں بلکہ خدا نے پھینکی تھیں
وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا۔	اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو محیط ہے۔

الی غیر ذلک من الآیات الکریمۃ - اما قولہ صلی اللہ علیہ وسلم

فقولہ اصدق کلمۃ قالتہا العرب کلمۃ لبید ع عربوں کا سب سے زیادہ سچا قول وہ ہے جو لبید نے

الا کل شیء ما خلا اللہ باطل کہا ہے یعنی یہ کہ اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔

وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احدکم اذا قام تم میں سے جب کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے

الی الصلوٰۃ انما یناجی ربہ فان ربہ رب سے سرگوشی کرتا ہے کیونکہ اس کا رب اس کے اور

بینہ وبین القبلۃ قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔

اسی طرح اور حدیثیں بھی لکھی ہیں۔

ان آیات واحادیث سے استدلال تام نہیں ہوتا، خدا کا ہر جگہ ہونا، خدا کا بندہ کے قریب ہونا، بندہ کا فعل فی الواقع خدا کا فعل ہونا، ماخلا اللہ کا باطل وفانی ہونا مختلف فیہ نہیں ہے۔ یہ تو محدثین، فقہا متکلمین ومفسرین سب کے نزدیک مسلم ہے، ثبوت اس کا چاہیئے کہ مخلوقات کا کوئی وجود نہیں ہے تعینات کے یہ مدارج ومراتب کس دلیل شرعی سے معلوم ہوئے۔ اگر ارواح حادث نہیں ہیں تو عہد الست کا کیا مطلب ہے۔ خلود فی النار اور خلود فی النعیم کس کے لئے ہے وغیرہ

حضرت مولانا شاہ بدر الدین صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا تھا کہ یہ رسالہ حضرت غوث پاک کے پیر طریقت کا ہے اور انھیں کی تعلیم کے لئے لکھا گیا ہے سادھورہ کے مطبوعہ رسالہ میں بھی یہی ہے جمعتہا للولد الصالح الروحانی عبد القادر الجیلانی لینبہ علی الحقیقۃ الجامعۃ بمحض فضل اللہ وکرمہ مگر پھلواری کے قلمی رسالہ میں .... صرف اس قدر ہے فیقول العبد المذنب المحتاج الی شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشیخ محمد بن شیخ فضل اللہ ہذہ نبذہ خلاصۃ من الکلمات فی علم الحقائق جمعتہا بمحض فضلہ وکرمہ وجعلت ثوابہا الروح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وسمیتہا بالتحفۃ المرسلۃ اور اس قلمی رسالہ کے ساتھ ساتھ ایک فارسی شرح بھی ہے۔ اس شرح میں حضرت مولانا جامی اور دوسرے متاخرین کے بہت سے اشعار ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شرح حضرت جامی کے بعد لکھی گئی ہے اور اس

شرح کے دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت یہ شرح لکھی گئی تحفہ مرسلہ کے مؤلف موجود تھے واللہ اعلم

انبیاء کرام کی تعلیم | تیسرا عقیدہ اس باب میں وہ ہے جو حضرات انبیاء کرام کی تعلیم ہے، حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام اس باب میں متفق ہیں اور جناب سرور عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واضح کردیا ہے۔ یہ حضرات خالق اور مخلوق سب کی ہستی تسلیم کرتے ہیں، جناب سرور عالم سے اس بارہ میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا کان اللہ ولم یکن شی قبلہ یہ صحیحین کے الفاظ ہیں مگر سنن میں ہے کان اللہ ولم یکن معہ شی، علماء نے اس کی تصحیح کی ہے، پھر خداوند پاک نے بغیر مادہ یا جوہر کے محدثات کو پیدا کیا اور تمام عالم کو لفظ کُن سے وجود میں لایا۔ یعنی کہا کہ ہوجا اور یہ عالم کتم عدم سے وجود میں آگیا۔ ابداع، خدا کی ایک صفت ہے جس کے معنی ہیں چیزوں کو عدم سے وجود میں لانا۔ اسی لئے خدا کا نام ہے بدیع السموات والارض یعنی آسمان و زمین کی ابتدا کرنے والا بغیر مادہ کے۔

خداوند پاک کی دوسری صفت ہے خالق۔ خلق ادم من تراب۔ خلق الجان من مارج من نار۔ انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج۔ خدا نے جب ارواح کو پیدا کیا تو ان سے پوچھا الست بربکم قالوا بلیٰ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا ہاں یارب۔

اسی کے زیر حکم یہ سارا نظام قائم ہے، اسی نے موت و حیات پیدا کیا، اسی نے سورج و چاند بنائے اسی نے آفتاب و ماہتاب کو گردش دی دن اور رات پیدا کیا تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۨ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ۔ اسی نے آگ میں حدت پانی میں برودت ہوا میں لطافت اور زمین کو ثقل ودیعت کیا، ہر چیز میں ایک کیفیت اور خاصیت رکھی جس سے علل و اسباب کا سلسلہ جاری ہوا، وہ جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے۔ اس کے بغیر حکم ایک پتہ بھی حرکت نہیں کرسکتا۔ نہ انسان یا انسانی روح الوہیت کا مرتبہ کبھی حاصل کرسکتی ہے، نہ خالق نعوذ باللہ مخلوق ہوسکتا ہے، عبد عبد ہی رہیگا۔ معبود معبود ہی رہیگا۔

وحدت الوجود کا عقیدہ اور یہ تعلیم بالکل متضاد ہیں، دونوں کی عبادت و ریاضت کا منشا بھی جدا ہے ان کی غرض عبادت و ریاضت سے یہ ہے کہ تعینات سے قطعی انقطاع کرکے الوہیت کا مرتبہ حاصل کیا جائے، حباب کو فنا کرکے پانی میں ملا دیا جائے، موج کو ساکن کرکے دریا کردیا جائے، برف کے کوزہ کو گلا کر پانی اور سراب سے پانی کی مشابہت دور کرکے خالص ہوا میں تبدیل کردیا جائے، یعنی عابد و مرتاض تعینات کو فنا کرکے وجود حقیقی میں شامل ہوجائے، یہی ان کی اصطلاح میں فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ ہے، اس مرتبہ میں عبد عبد نہیں رہتا۔

انبیاء کرام کی شریعت اور اسلام کی تعلیم یہ نہیں ہے، نہ عبادت و ریاضت کا یہ منشا ہے، یہاں عبادت و ریاضت کا منشا محض عبودیت اور ابتغاء مرضات اللہ ہے، عبد کو تقرب کے بڑے بڑے مدارج حاصل ہوتے ہیں ان سے بڑی بڑی کرامتیں اور بڑے بڑے معجزات ظاہر ہوتے ہیں مگر یہ سارے مدارج کمال عبودیت سے حاصل ہوتے ہیں الوہیت سے نہیں۔ اولیاء کرام اور انبیاء عظام خلاصۂ تخلیق عالم ہیں، خدا کی مخلوقات میں ان کا مرتبہ سب سے بلند و بالا ہے مگر ان میں بھی کوئی نہ عبدیت کے مرتبہ سے نکل سکتا ہے نہ الوہیت کا مرتبہ حاصل کرسکتا ہے۔

وحدت الوجود، ترکِ دنیا، ترکِ اسباب، ترکِ وجود، ترک راحت، خود فراموشی اور رہبانیت کو لازمی کردیتا ہے اور اسلام، اصلاح نفس، اصلاح خلق، امر و نہی کی اشاعت، اعلاء کلمۃ اللہ، حقوق کا تحفظ، انسداد ظلم، انسداد فتنہ اور قیام فرائض و سنن کو ضروری قرار دیتا ہے۔

یہ تین مختلف اور متضاد عقائد ہیں، مگر حکما و فلاسفر کی تعلیمات کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان ہر طرح کی بد اخلاقی اور مظالم میں دلیر ہوجائے۔ وحدت الوجود کی تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ امر بالمعروف اور قیام شریعت کی ہمتیں پست ہوجائیں۔ اگر دنیا کی اصلاح ہوسکتی ہے تو اس کی صرف یہی صورت ہے کہ انبیاء کی شریعت کو تقویت پہنچائی جائے۔ اسی سے دنیا میں اجتماعی زندگی کی اصلاح ہوئی ہے۔ اسی سے دنیا کی اخلاقی حالت درست ہوئی ہے اور آج بھی دنیا کی اصلاح کا صرف یہی واحد ذریعہ ہے واللہ اعلم

ؤ